# سیکشن - ب

## سوال نمبر ۲ :

(i)

**جواب :**

حاجی اور نگزیب خان نے
جو خط لکھا تھا اس کا خلاصہ یہ ہے۔ حاجی
اور نگزیب خان نے بشارت کو خط لکھا۔ اس
کو بتایا کہ مجھے جگر کا مرض ہے۔ طبیب نے مشورہ
دیا ہے کہ آپ کچھ نہ کریں اور آرام کریں۔
جن لوگوں سے آپ کو خوشی ملتی ہے ان میں
زندگی بسر کریں۔ مجھے لنڈی کوتل سے کراچی تک
ایسا کوئی نہ ملا لہذا میں آپ کے پاس چلا آیا۔

(xiii)

# تفصیلیہ :

رموز اوقاف میں (:-) کو علامتِ تفصیلیہ کہتے ہیں

## استعمال :

علامتِ تفصیلیہ کسی بات تشریح و تفصیل بیان کرنے کی خاطر استعمال ہوتا ہے۔

3

## مثالیں :

(i) علی کی آپ بیتی یہ ہے :-

(ii) نظم "کراچی کی بس" کا خلاصہ درج ذیل ہے :-

(iii) علامہ اقبالؒ اس شعر میں کہتا ہے :-

(iii)

# جواب:

فرحت اللہ بیگ نے جب حیدر آباد کے جلسہ میں تقریر کی تو اس نے ایک شخص کا واقعہ سنایا۔ سامعین نے یہ سمجھا کہ یہ واقعہ انہی کے درمیان بیٹھے مولوی وحید الدین کے والد کا ہے۔ یہ غلط فہمی اس وجہ سے پیش آئی کیونکہ ان میں بہت مشابہت تھی اور دونوں کا تعلق انبالہ نامی علاقے سے تھا۔

(۷)

# جواب:

(ج) ماسٹر الیاس بہت زیادہ سادہ شخص تھے۔ وہ زندگی میں زیادہ تکلف پسند نہیں کرتے تھے۔ ان کے اخلاق انتہائی سدھرے ہوئے تھے۔ وہ عیش و عشرت سے زندگی بسر نہیں کرتے تھے۔ وہ مالی طور پر کمزور شخص تھے۔ ان کا ذہن

دنیاوی کاموں میں مشغول نہ تھا - انہی وجوہات کی بنا پر زیادہ تر لوگ ان سے بات چیت کرنا اور ملنا پسند نہیں کرتے تھے - لوگ ان کو اپنا دوست بنانے سے گریز کرتے تھے -

(vi)

## جواب :

محلے کے بزرگ نے جب راجہ صاحب کو جب سمجھانے کی کوشش کی تو راجہ صاحب نے اس کو جواب دیا کہ یہ عورتوں کا معاملہ ہے تبھی بہتر ہے کہ ہم اس معاملے سے دور رہیں - ہمیں درمیان میں مداخلت نہیں کرنی چاہیئے - اگر دو برتن آپس میں ملیں تو بھی آواز آتی ہے - یہ تو عورتیں ہیں - اگر پھر بھی آپ اس مسئلے کا حل نکالنا چاہتے ہیں تو آپ ایسا کریں اپنی زوجہ کو بھیجیں تاکہ وہ ان کے درمیان صلح کرے اور مسئلہ حل کرے -

اس سبق کا نام "مائیں" ہے -

## (vii)

## جواب :

افسانہ "کتبہ" سے ہمیں یہ اخلاقی سبق حاصل ہوتا ہے کہ ہم جس حال میں ہو اس میں ہمیں خوش رہنا چاہیئے۔ ہمیں نا شکری نہیں کرنی چاہیئے۔ ہمیں اپنے حال میں رہنا چاہیئے۔ ہمیں پہلے ہی سے اپنے مستقبل کے بارے میں فیصلے نہیں کرنے چاہیئے۔ اللہ نے ہمیں جو حال میں رکھا ہو اسی میں خوش رہ کر آگے کی تگ و دو کرنی چاہیئے۔ ہمیں چادر دیکھ کر پاؤں پھیلانے چاہیئے۔ ہمیں حقیقت پسند رہنا چاہیئے۔ ہمیں اپنی استطاعت کو مد نظر رکھنا چاہیئے۔ جو چیز استطاعت سے باہر ہو اس کو حاصل کرنے کی محنت کرنی چاہیئے۔

## (ix)

## صنعت تجنیس تام :

کلام میں ایسے الفاظ کا استعمال جو کہ املا کے لحاظ سے ایک جیسے

ہوں مگر ان کے معنی مختلف ہوں صنعتِ تجنیس
تام کہلاتا ہے۔

## مثالیں:

ے چمن میں کسی نے نگاہ ڈالی آج
جو کھلکھلاتی ہے گل کی ہر ایک ڈالی آج

اس شعر میں "ڈالی" کی املا ایک
ہے مگر معنی الگ الگ ہیں

ے میں بلاتا تو ہوں اس کو مگر اے جذبۂ دل
اس پہ کچھ ایسی بن آئے کہ بن آئے نہ بنے

اس شعر میں "بن" کی املا ایک مگر
معنی مختلف ہیں۔

ے جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں زمینوں میں
وہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں

اس شعر میں "میں" کی املا ایک مگر
معنی مختلف ہیں۔

(x)

# خلاصہ :

اس نظم میں شاعر نے سورج اور تاروں کی مثال دے کر اپنے خیالات کا اظہار اشعار کی صورت میں کیا ہے شاعر فرماتے ہیں کہ سورج تاروں سے بہت بہادر ہے اگر ہم دیکھیں تو تاروں کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن وہ پھر بھی سورج سے ڈرتے ہیں کیونکہ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو سارے تارے ڈر کے مارے غائب ہو جاتے ہیں اور سورج پورا دن آسمان پر اکیلے بادشاہت کرتا ہے اور شام کے وقت بہادری سے آرام کو چلا جاتا ہے۔ اس کے بعد تارے بزدلوں کی طرح آسمان پر دوبارہ رات کو قبضہ کرتے ہیں۔

(xii)

# جواب :

اس نظم میں شاعر نے ملک و قوم کی ترقی کیلئے نوجوانوں میں جذبہ شاعرانہ انداز

میں بیان کیا ہے۔ شاعر کا مقصد نوجوان نسل کو
یہ پیغام دینا ہے کہ اگر ہمیں اپنی زندگی میں کامیابی
اور آسائشوں کی تمنا ہے تو ہمیں چاہیے کہ ہم
سخت محنت کریں اور کامیابی کے راستے میں جو بھی
مشکلات پیش آئیں ان کا سامنا ثابت قدمی سے کریں
اور آگے بڑھتے جائیں۔

(xi)

## جواب:

سقراط اپنے وقت کا بہت بڑا فلسفہ
دان تھا۔ اس نے معاشرے کی بہت خدمت کی۔ مگر
سقراط کے مخالفین نے ان پر طرح طرح کے الزامات
لگائے۔ اس کے مخالفین کے مطابق سقراط کے
خیالات غلط اور نقصان دہ تھے۔ سقراط ہماری
نوجوان نسل کو بگاڑ دیا ہے۔ ان کے اخلاق خراب
کر دیا ہے۔ ان کو بغاوت پر اکسا دیا ہے۔ ان کے
ذہن ہمارے رواج کے خلاف نفرت اور حقارت
ڈال دیا ہے۔ سقراط ہمارے رواجات کو سخت

خلاف ہے اور ہمارے لیے ایک بڑا خطرہ ہے لہذا
اس کو سزا میں سزائے موت کے طور پر زہر کا پیالہ
پلایا گیا۔

# سیکشن - ج

## سوال نمبر ۳ :

### (الف)

چونکہ وہ سادی ------------ کے لیے جاسوئی

**حوالہ متن :**

سبق کا نام : قاضی میں روزہ
مصنف کا نام : خواجہ حسن نظامی

KHYBER PAKHTUNKHWA

# سیاق و سباق:

اس سبق "فاقے میں روزہ" میں مصنف "خواجہ حسن نظامی" آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے خاندان کا غدر کے بعد حال بیان کر رہے ہیں۔ مرزا سلیم بہادر شاہ ظفر کا بھائی ہے جو ناچ گانے اور عیش و عشرت کا عادی ہے۔ اس کی والدہ اس رمضان میں ان محفلوں سے منع کرتی ہے جو مرزا سلیم کو مایوس کرتا ہے۔ وہ اپنے بھانجے مرزا شہ زور کے ساتھ دلی کی مسجد جاتا ہے اور وہاں دیکھتا ہے کہ جگہ جگہ علم کی محفلیں بنی ہیں اور حفاظ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ مگر غدر کے بعد اس مسجد کا حال بدل جاتا ہے۔ یہاں کچھ ہی لوگ سے تلاوت کرتے ہیں اور لوگ افسردہ اور غمگین ہیں۔ مرزا شہ زور کے خاندان والوں کا قتل و غارت شروع ہوتا ہے۔ مرزا شہ زور اپنی والدہ، اپنی زوجہ اور چھوٹی بہن کو ساتھ لے کر جان بچا کر میواتیوں کے گاؤں میں پناہ لیتا ہے وہاں کچھ عرصہ رہنے کے بعد گاؤں والے شہ زور کو مشورہ دیتے ہیں کہ کچھ کام کاج میں ہاتھ بٹائے۔ ایک دفعہ بارش ہو جاتی ہے جس سے ان کی رہائش اور گاؤں کی فصلیں تباہ ہو جاتے ہیں۔ ان کو فاقہ کشی کرنی پڑ جاتی ہے

اسی دوران اس کی زوجہ بیمار پڑ کر وفات ہو جاتی ہے
اور کچھ عرصہ بعد والدہ بھی وفات ہو جاتی ہے اور شہ زور
اپنی بہن کی شادی کرا دیتا ہے۔ ماحول سازگار ہونے
کے بعد مرزا شہ زور دلی لوٹ آتا ہے۔

## اقتباس کی تشریح:

مرزا شہ زور اور اس کا
خاندان اوّل وقت سے شاہی آرام اور عیش و عشرت
کے عادی تھے۔ ان کی زندگی محل کی دیواروں کے اندر
بڑے آرام سے گزری تھی۔ ان کو ابھی تک کوئی بڑا
صدمہ نہیں پہنچا تھا۔ اسی وجہ سے وہ مشکل اوقات
کے عادی نہیں تھے۔ مگر غدر کا واقعہ ایک ایسا واقعہ
تھا جس نے ان کو جسمانی اور ذہنی طور پر بہت نقصان
پہنچایا۔ ان کا آدھا خاندان انگریزوں کی تلوار کی زد
میں آ چکا تھا اور باقی کا خاندان آبائی شہر دلی کو
چھوڑنے پر مجبور ہو چکا تھا۔ اسی وجہ سے مرزا شہ زور
اپنی والدہ، زوجہ اور چھوٹی بہن کو لے کر شہر چھوڑ
چکا تھا۔ مرزا شہ زور کی زوجہ چونکہ ان مشکل حالات
عادی نہ تھی تو اس کو پہلی ہی سے بہت صدمہ تھا

تھا مگر صبر و شکر سے کام لیکر اچھے تھی۔ وہ اپنی زندگی
بسر کر دیتی تھی مگر اس مرتبہ ایسی علالت نے اس
کو آ دبوچا کہ اس مرتبہ وہ اس مشکل کا مقابلہ
کرنے کی ہمت نہ کرسکی اور اپنے خالق سے جا ملی۔
صبح ہوتے ہی اس گاؤں کو خبر اطلاع ہوئی تو
انہوں نے مرحومہ کے کفن دفن کے انتظام کی فکر
کی اور یوں اس بے گھر محترمہ کو دفن کیا گیا۔

8

# سوال نمبر ۴:

ہاتھ بے زور ہیں ------------ تم بھی تے

## حوالہ نظم:

نظم کا نام: جواب شکوہ
شاعر کا نام: علامہ محمد اقبال

KHYBER PAKHTUNKHWA

## مفہوم :

تمہارے ہاتھ بے زور ہیں اور نا اتفاقی سے دل بھرے ہوئے ہیں۔ رسولؐ کے امتی آپؐ کیلئے شرمندگی کی وجہ ہیں۔ بت توڑنے والے مر گئے اور جو زندہ ہیں وہ بت بنانے میں مصروف ہیں۔ والد ابراہیمؑ ہے اور اولاد آذر بنے ہیں۔ شراب نئی ہے اس کا پیالہ نیا ہے اور پینے والے بھی نئے ہیں۔ کعبہ بھی نیا ہے۔ بت بھی نئے ہیں اور تم بھی نئے ہو۔

## اشعار کی تشریح :

ان اشعار میں شاعر "علامہ اقبال" گویا اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی لکھی گئی نظم "شکوہ" کا جواب دے رہے ہیں۔ نظم کے مطابق اللہ تعالیٰ شکوہ کر انسان سے مخاطب ہوکر فرما رہے ہیں کہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں زور ختم ہو چکا ہے وہ آرام اور سستی کے عادی ہو چکے ہیں۔ ان میں ہمت مردانہ نہیں رہی ہے۔ مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد ختم ہو چکا ہے۔ وہ آپس میں کینہ اور نفرت پالنے لگ گئے ہیں۔ ان رصائل کی بنا پر ایسے امتی اللّٰہ

رسول اللہ کا نام روشن کرنے کے بجائے ان کی رسوائی
اور شرمندگی کا باعث بن چکے ہیں۔ آج کے مسلمان
گناہ کو مزید فروغ دینے کا باعث بن چکے ہیں گویا
بت گر ہوں۔ اور ان کے آباؤ اجداد جو گزر چکے
ہیں وہ گناہ مٹانے والے تھے گویا بت شکن ہوں۔
شاعر صنعت تلمیح کا استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں
اصل میں ابراہیمؑ بیٹے جبکہ ان کے والد آذر تھے
جو کہ بتوں کا کاروبار کرتا تھا۔ مگر آج کا مسلمان
آذر کی خصوصیات دکھاتا ہے جبکہ ان کے آباؤ اجداد
ابراہیمؑ جیسی نیک خصوصیات کے حامل تھے۔ آج کا
دور بدل چکا ہے۔ جیسا کہ شراب بدلا ہو اس کے
پینے والے لوگ بدلے ہوں اور پینے کا جام بدلا ہو مگر
دور بدلنے کے باوجود آج اسی طرح ابراہیمؑ کے
حالات میں موجود ہیں۔ ان کے سامنے میں کعبہ
جیسی مقدس جگہ بت موجود تھے ان کو توڑنے کا کام تھا
آج کے مسلمان کا بھی یہی کام ہے

# سوال نمبر ۵:

## "پاکستان اور اسلامی اتحاد"

### تمہید:

پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے۔ یہ دنیا کے مختلف ممالک میں سے واحد ملک ہے جو اسلامی نظریے کی بنا پر وجود میں آیا ہو۔ اس کا مرکزی مقصد ہی اسلام کی حفاظت اور اس کا فروغ ہے۔ جیسا کہ قائداعظمؒ نے فرمایا:

"پاکستان اسلام کا قلعہ ہے"

ملک پاکستان کو دیگر اسلامی ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنے ہیں جس میں وہ قدرے کامیاب ہے۔ دنیاوی اسلامی ممالک ایک دوسرے کے ساتھ بہت اچھے تعلقات رکھتے ہیں

# نفسِ مضمون:

دنیاوی سطح پر اسلامی مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے ہیں۔ مشرق میں انڈونیشیا سے لے کر مغرب میں موروکو تک اسلامی ممالک موجود ہیں جن کی تعداد تقریباً پچاس کے اردگرد ہے۔ پاکستان ان تمام میں وسط میں موجود ہے۔

1960ء کی دہائی تمام اسلامی ممالک نے مل کر ایک تنظیم بنائی تھی جو آج او آئی سی (OIC) کے نام سے مقبول۔ اس تنظیم کا کام اسلام اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت ہے۔ اس تنظیم میں پاکستان ایک سرگرم رکن ہے۔

پاکستان اسلامی ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات ہے اور ان کے ساتھ دو طرفہ تجارت کرتا جس سے نہ صرف پاکستان کو بلکہ ان اسلامی ممالک کو بھی بہت فائدہ ہوتا ہے اور دونوں کے معاشی مسائل بھی حل ہوتے ہیں۔

مشرقِ وسطیٰ میں موجود تیل کے ذخائر
سے لیس ممالک یعنی سعودی عرب یو اے ای (UAE)
اور ایران وغیرہ کے ساتھ پاکستان بہت سے
معاہدے طے پا چکے ہیں۔ جو معاشی استحکام کا
بہت بڑا ذریعہ ہے۔

اس طرح کے دوستانہ تعلقات
اور باہمی معاہدوں کے ذریعے پاکستان دوسرے
اسلامی ممالک کے ساتھ مل کر اسلام کا نام سر
بلند کرنے میں مشغول رہتا ہے۔ اسلام اور اس
کے اقدار کی حفاظت کا ٹھیکہ پاکستان نے اپنے کندھوں
پر لیا ہوا ہے

8

## اختتام:

اسلام اور اس کی حفاظت ہر
مسلمان کا فرض ہے اور ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی
ہر ممکن کوشش کے ذریعے اسلام کا نام بلند ہے
اور اپنی بھر پور محنت کریں